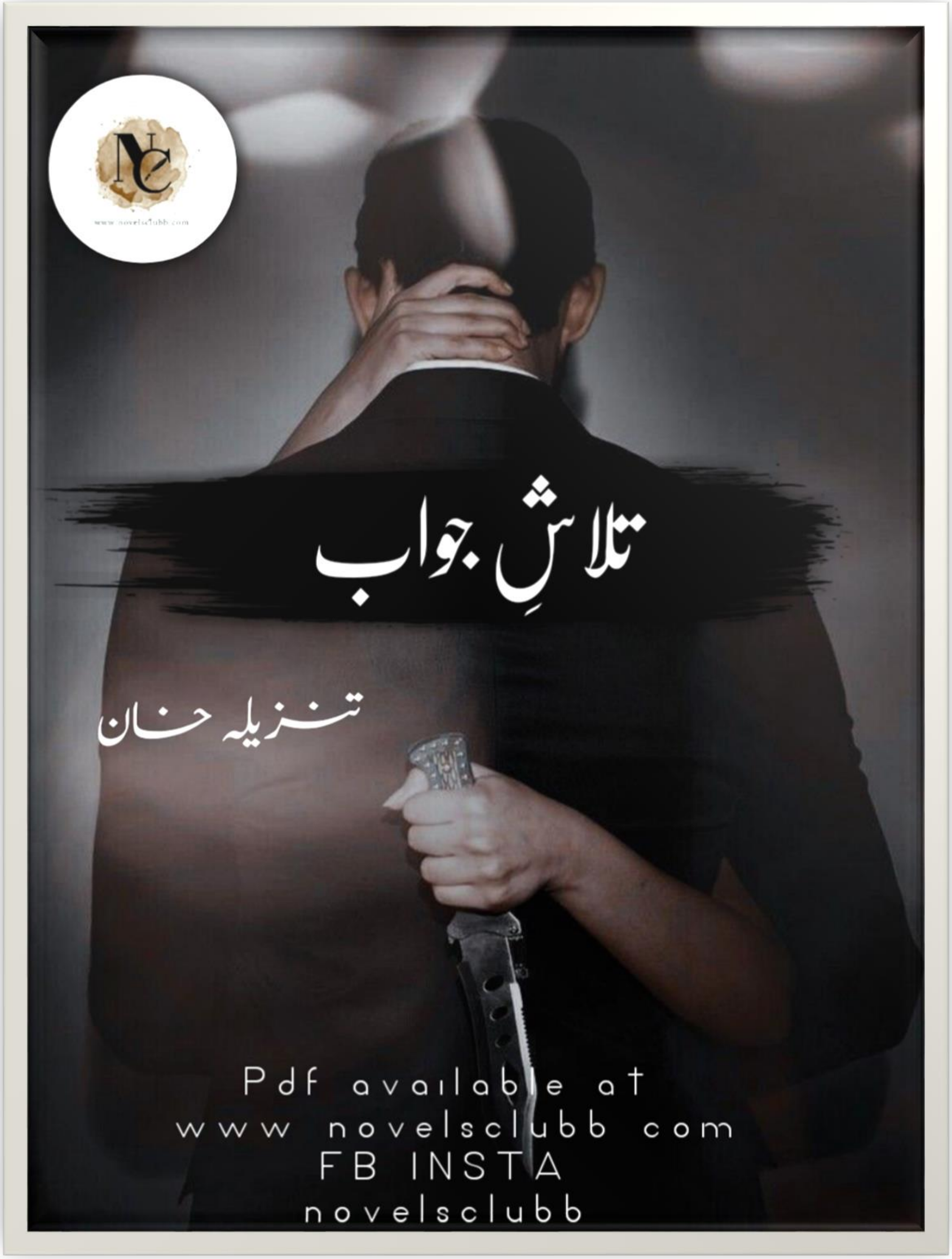
تلاشِ جواب
تنزیلہ خان
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

تلاشِ جواب

از

تنزیلہ خان

www.novelsclubb.com

باب سوم:

(خواب)

خوابوں سے جڑے ہیں

کئی راز ایسے جن پر

پردہ ڈال دیا گیا تھا

کئی سال پہلے

www.novelsclubb.com

سچ کو چھپانے کی آڑ میں

کئی گناہ کیے جا رہے تھے

جان بوجھ کے

قاتل یہ سوچ کے بیٹھا

ہے سچ وہ چھپائے گا

جی توڑ کے

www.novelsclubb.com

پر وہ یہ بھول بیٹھا

کہ سچ کے ہوتے ہیں

پیر جو اندھیرے راستے

پر بھی چھوڑ جاتے ہیں

اپنے نشان

تا کہ پہچان جائے

ہر کوئی اس کے

ہونے کا گمان

کہ سچ چھپائے نہیں

چھپتا کیونکہ اسے

کھل جانا ہوتا ہے

ایک نا ایک دن

www.novelsclubb.com

اسلام آباد شہر میں اس وقت موسم خاصہ خوشگوار ہو رہا تھا شام کے سائے ہر سو پھیلنے شروع ہو گئے تھے آسمان پر اڑتے پرندے بھی اپنی ہی مستیوں میں اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ دور کئی مسجدوں میں عصر کی اذان ہو رہی تھی جو دل کو سکون بخشنے کے لئے کافی تھی۔ اس منظر سے نظر ہٹا کر دیکھا جائے تو تھوڑی ہی دوری کی مسافت پر بنے ایئرپورٹ کے باہر ایک سفید رنگ کی گاڑی آپ کو کھڑی دکھائی دے گی۔ اور آس پاس کچھ ایسے لوگ بھی موجود دکھائی دیں گے جو اپنے پیاروں کو لینے اور چھوڑنے آئے ہوئے تھے۔

اس سفید رنگ کی گاڑی کے آس پاس ہی ایک شخص آپ کو ہاتھ میں موبائل فون پکڑے بے چینی سے ٹہلتا ہوا دکھائی دے گا۔اس شخص نے بلیک رنگ کی جینز پر سفید رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہا ہے۔کافی دیر کسی کا انتظار کرنے کے بعد بھی جب وہاں وہ شخص نہیں آیا جس کا وہ منتظر تھا تو اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ تھوڑا سا آگے بڑھ کر گاڑی کے اندر جھانک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور سے کچھ کہتا گاڑی کے اندر جا بیٹھا۔اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ اور اب گاڑی اس منظر سے غائب ہونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

شام کے سائے مکمل طور پر پھیل گئے تھے۔اور اب آسمان پر اندھیرے نے دھیرے دھیرے اپنا قبضہ جمانا شروع کر دیا تھا۔شام ہوتے ہی موسم اور زیادہ خوشگوار ہونا شروع ہو گیا تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھی۔جو جسم کو سکون بخش رہی تھی۔اور ایسا لگتا تھا کہ عنقریب اسلام آباد کے رہائشی بارشوں کے مزے لینے والے تھے۔اس خوبصورت شام کے منظر سے تھوڑی دیر کے لیے نظریں چرا کر ڈیفینس کالونی پر نظر ڈال لیتے ہیں۔یہ منظر قصر اسماعیل ملک میں بنے دوسری منزل پر موجود میرال کے کمرے کا تھا جہاں ہم آپ کو لائے ہیں۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں موجود آئینہ کے سامنے کھڑی وہ اس وقت اپنے سیاہ کمر سے تھوڑے اوپر کو آتے بالوں کو کنگھا پھیر کر سیٹ کرنے میں مگن دکھائی دے رہی تھی چہرے کے تاثرات اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ جیسے وہ بہت جلدی میں تھی۔
آج اس نے پارٹی میں جانے کی مناسبت سے بلیک کلر کی لمبی گھیر دار سلک کی میکسی پہنی ہوئی تھی جو اس کے قدموں کو چھو رہی تھی۔اور اس کے ساتھ ہی ہم رنگ بلیک کلر کی لمبی سی ہیل پہنے کانوں میں گولڈن کلر کے جھمکے پہنے اور ہلکا ہلکا میک اپ کیے ہوئے وہ بالکل تیار دکھائی دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر چند ہی پل بعد وہ آئینہ میں اپنا مکمل جائزہ لیتی ہاتھ میں کلچ پکڑ کر ایک نظر سامنے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتی جو شام کے سات بجا رہی تھی۔وہ جلدی جلدی اپنے کمرے سے نکل کر نیچے کی جانب بڑھی،اب اس کے قدم کار پورچ کی جناب تھے۔ کیونکہ اسے کافی دیر ہو چکی تھی۔

****

ایک بکے سٹور پر کھڑا وہ اپنے سامنے رکھے ہوئے رنگ برنگے پھولوں سے بھرے بکیز کو دیکھ رہا تھا۔اسے آج ایک کلائنٹ کے یہاں پارٹی میں جانا تھا۔پارٹی میں جانے کے لیے کچھ گفٹس وغیرہ تو وہ پہلے ہی ڈرائیو سے کہہ کر منگوا چکا تھا۔ مگر پھر کچھ یاد آنے پر پھولوں کے سٹور پر اس نے ایک بکے لینے کے لیے چند منٹ پہلے گاڑی روکی تھی۔اور اب وہ اسی پھولوں کی شاپ پر کھڑا اپنے سامنے رکھے ہوئے رنگ برنگے پھولوں سے سجے بکیز کو دیکھ رہا تھا۔وہ بہت کم ہی ایسی پارٹیز کو اٹینڈ کرتا تھا۔اور جب کرتا تھا تو گفٹس اور بکے وغیرہ وہ ڈرائیور سے پہلے ہی منگوا لیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اور آج بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا ڈرائیور سے گفٹس اور بکے منگوا لیے تھے۔ڈرائیور گفٹس تو لے آیا تھا پر بکے لانا بھول گیا تھا۔اس لیے اب وہ خود ایک شاپ میں کھڑا

پھولوں سے بھری اس بکے شاپ میں سے بکے دیکھ رہا تھا۔ گاڑی میں ہلکی ہلکی آواز میں میوزک چل رہا تھا۔ اور وہ خود مکمل طور پر موبائل فون میں مصروف تھی۔

اچانک کچھ یاد آنے پر اس نے آگے بیٹھے ڈرائیور سے گاڑی کو ایک گفٹ سینٹر پر روکنے کا کہا۔ اس نے ڈرائیور کو وہاں رکنے کے لیے کہا اور خود اپنی میکسی سنبھالتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی۔ پھر باہر نکل کر اپنے سے پیچھے کھڑی گارڈز کی گاڑی کو دیکھا۔ جو وہ آتے ہوئے اپنے ساتھ لائی تھی۔ اسماعیل ملک صاحب کے کہنے پر۔

اب اس کے قدم ایک گفٹ سینٹر کی جناب تھے۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی ہی دیر میں وہ کچھ گفٹس خرید چکی تھی۔ اور اب وہ ایک بکے لینے کی غرض سے ایک پھولوں کی دکان پر گئی تھی۔ پھولوں کی وہ شاپ اتنی بڑی ہر گز نہیں تھی

کہ وہاں کھڑے لوگ ایک دوسرے کو دیکھ ہی نا پاتے۔ وہ دکان جتنی چھوٹی تھی اس میں پھولوں کے بکے بھی ایک سے بڑھ کر ایک موجود تھے۔ ہاتھ سے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتی وہ پھول دیکھنے لگی تبھی اس کی نظر اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے شخص پر پڑی جو کچھ الجھا الجھا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اور اس کے تاثرات سے وہ کافی کنفیوز دکھائی دے رہا تھا۔ پر چند ہی پل بعد وہ الجھن ختم ہو گئی تھی کیونکہ وہ ایک بکے پسند کر چکا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ کنفیوز تھا۔ اور اس بکے کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آریان اپنے آس پاس شاید کسی کی موجودگی سے لاعلم تھا۔ تبھی اس نے ادھر ادھر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔ پر وہ تو میرال تھی اس انسان کو تو وہ اچھے سے پہچان

سکتی تھی جس کی وجہ سے اس کا پورا دن خراب گزرا تھا۔جب اس نے اس سے کلر باکس کی ریکوسٹ کی تھی۔اور آج وہ اس شخص کا دن خراب کرنا چاہتی تھی۔اسے ویسے ہی خوار کروانا چاہتی تھی جیسے اس دن اس شخص کی وجہ سے وہ ہوئی تھی۔

تبھی اس شخص کو وہ بکے پسند کرتے دیکھ فوری طور پر بولی۔

"بھیا یہ والا بکے سفید اور گلابی رنگ کا آپ مجھے پیک کر دیں "اس نے لاعلمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آریان کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بکے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔پھر جلدی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے کلچ سے پیسے نکال کر اس دکان دار کی جانب بھی بڑھائے۔تاکہ دکان دار کچھ بولے بغیر آریان کے ہاتھ سے وہ بکے اٹھا کر اسے دے دیں۔

www.novelsclubb.com

وہ جو کافی دیر سے ایک بکے پسند نہیں کر پا رہا تھا کیونکہ اس نے ایسی چیزیں کبھی نہیں خریدیں تھی۔ پر اس کے باوجود بھی آخر کار اسے ایک سفید اور گلابی رنگ سے بھرا پھولوں کا گلدستہ پسند آہی گیا تھا۔ اور اب وہ اس کو خریدنا چاہتا تھا۔ اور خریدنے کے ارادے سے اس نے ابھی اپنے کوٹ کی جیب سے والٹ نکالا ہی تھا کہ اچانک ایک جانی پہچانی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ جیسے اس آواز کو اس نے کہیں سن رکھا ہو۔ اس نے ہلکا سا اپنے دائیں جانب پلٹ کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

جہاں ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی جو اس دن اس سے اسکا خریدہ ہوا کلر باکس خریدنے کے لیے اس سے ریکوسٹ کر رہی تھی۔ وہ لڑکی اسے یاد نہیں تھی۔ پر وہ اسے فراموش بھی نہیں کر پایا تھا نجانے کیوں۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا دکان دار اس کے ہاتھ سے وہ بکے لے کر اس لڑکی کی جانب بڑھا چکا تھا۔ اور وہ لڑکی بھی اس بکے کو تھام چکی تھی اور اب آریان کی جانب دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

آریان فلحال اس لڑکی سے کسی بھی قسم کی بحث یا بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اس لیے بغیر کچھ کہے وہاں رکھے ہوئے دوسرے بکے کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ وہ جو اس شخص کا پسند کیا ہوا بکے خود خرید کر ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے اس نے دنیا کی کوئی انمول چیز پا لی ہو اندر ہی اندر بہت خوشی محسوس کر رہی تھی۔ پھر اس شخص کی جانب سرسری سا دیکھتی ہوئی کچھ طنزیہ بول کر آگے بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کیا ہے نا میں بھی اپنی چیز کسی کو دینے کی عادی نہیں ہوں تو پھر میں آپ کو کیسے لینے دیتی" طنزیہ انداز میں کہتی وہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کے وہ بس آریان تک ہی پہنچ پائیں تھی۔اسکا کہا جملہ اسی کو لوٹا کر وہ وہاں سے کب کی جا چکی تھی۔

جب کہ وہ جو دوسرے پھولوں کے بکے دیکھ رہا تھا۔اس لڑکی کی بات پر اس کی بھوری آنکھوں نے دور تک اس جگہ کو دیکھا جہاں سے وہ کچھ لمحوں پہلے گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ہلکا ہلکا غصہ جھلک رہا تھا۔وہ بظاہر خاموش تھا پر اسے اس لڑکی کی

یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی۔اتنا تو طے تھا کہ وہ اب کبھی اس لڑکی سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ان چاہی ملاقات کے طور پر بھی نہیں۔

****

اسلام آباد شہر کے پوش علاقے میں موجود کئی عمارتیں قطار در قطار کی صورت میں بنی ہوئی تھی۔ان عمارتوں میں سے کچھ عمارتیں ایسی بھی تھیں جس میں کئی سارے فلیٹ بنے ہوئے تھے۔جن میں نیچلے طبقے کے ہی لوگ رہائش پذیر تھے۔ ان ہی عمارتوں میں سے ایک عمارت جس کے باہر سرمئی رنگ کا پینٹ ہوا تھا۔اور

www.novelsclubb.com

وہ دیکھنے میں بہت پرانی سی معلوم ہو رہی تھی۔ جیسے سالوں پہلے بنائی گئی تھی۔ بلڈنگ کے اندر قدم رکھے تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ جیسے وہ باہر سے پرانی سی عمارت معلوم ہو رہی ہے اندر سے بھی ویسی ہی بوسیدہ سی عمارت کا منظر پیش کر رہی تھی۔

دیواروں کا پینٹ جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا اور دیواروں پر موجود دراڑیں بھی آپ کو صاف نظر آ جائیں گی۔ یہ عمارت کافی زمینی رقبے پر بنی ہوئی تھی۔ جس میں کافی تعداد میں فلیٹ بنے ہوئے تھے۔ اس بلڈنگ کے آٹھویں مالے پر نظر ڈالی جائے تو سیڑھیوں کے عین سامنے ہی آپ کو ایک لفٹ دکھائی دے گی۔ جو اس عمارت میں آنے جانے والوں کے لیے اوپر نیچے آنے جانے کے لیے دوسرا راستہ بلکہ اہم راستہ تھی۔ اس عمارت کے آٹھویں مالے پر تین فلیٹ بنے ہوئے تھے اور اس بلڈنگ میں تقریباً ہر مالے پر ہی تین، تین ہی فلیٹ بنے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

آٹھویں مالے پر موجود چوبیس نمبر کے فلیٹ پر نظر ڈالے تو اس کا دروازہ آپ کو کھلا ہوا دکھائی دے گا۔اس فلیٹ کے اندر قدم رکھے تو آپ کو ایک چالیس سے پچاس سال تک کی عورت نظر آئے گی۔جو ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چابی کو داخلی دروازے کے پیچھے موجود چابیوں کے سٹینڈ پر رکھتی ہوئی دکھائی دے گی۔ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابی کو سٹینڈ پر لٹکا کر وہ عورت لاؤنج سے ہوتے ہوئے آہستہ قدموں سے اوپن کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے حلیے اور اس کے کام کرنے کے انداز سے یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں تھا کے وہ اس فلیٹ کی ملازمہ ہے۔لاؤنج سے ہوتے ہوئے کچن کے ساتھ والے کمرے پر نگاہ ڈالے تو آپ کو کمرے میں بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر ایک شخص آنکھیں موندے دکھائی دے گا۔اس کی حالت سے یہ اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا بہت کچھ ہار بیٹھا ہے۔اور اب کسی ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح اپنے اختتام کا انتظار کر رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

****

پوش علاقے میں موجود اس بوسیدہ سی عمارت کے آٹھویں مالے کے چوبیس نمبر کے فلیٹ میں موجود وہ شخص جو اپنے کمرے کی کرسی پر آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا۔اچانک اس کی آنکھوں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنی آنسوں سے تر آنکھیں بامشکل کھولیں اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ان میں ایک درد تھا کسی اپنے کے بچھڑ جانے کا دکھ۔اس شخص کو اپنا آپ بہت خالی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ ہار گیا تھا۔ماں باپ کے لیے اولاد کسی جسم کا حصہ جیسے ہوتی ہے

۔

www.novelsclubb.com

کہ اگر جسم کا کوئی بھی حصہ جسم سے علیحدہ کرو تو درد پورے جسم میں گردش کرتا ہے اور جسم بلکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بلکل ایسے جیسے کبھی تھا ہی نہیں تھا کسی کام کا۔ اس شخص کو بھی اپنا وجود ایسا ہی لگ رہا تھا بے جان سا بے معنی سا۔ موبائل فون جو اس نے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا جس میں اس کی بیٹی کی تصویر تھی۔اس نے وہ اپنے سے دور کیا اور کھڑا ہوا پھر موبائل میں موجود اس تصویر کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا ۔"میں آرہا ہوں تیرے پاس میری بیٹی تجھ سے ملنے۔ تیرا ابا آرہا ہے"۔یہ کہتے ہوئے اس نے موبائل کو بند کر کے اپنے کرتے کی جیب میں ڈالا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

****

صدیقی ولا رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔پورا ولا باہر سے رنگ برنگی لائٹوں سے سجا ہوا تھا۔اس ولا کے اندر قدم رکھے تو آپ کو ایک پارٹی جیسا سما دکھائی دے گا۔مین گیٹ کے دائیں جانب نظر ڈالیں تو آپ کو ایک بہت ہی خوبصورت اور بڑا سا گارڈن دکھائی دے گا۔جو رنگ برنگی لائٹوں کے ساتھ ساتھ پارٹی کی تھیم کے حساب سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔جگہ جگہ کرسیاں اور ٹیبل رکھی ہوئی تھیں جن پر اس پارٹی میں شرکت کرنے والے بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے باتوں میں مگن نظر آرہے تھے۔اور آس پاس ایسے لوگ بھی دکھائی دیں گے جو مہنگے سے مہنگے ترین کپڑوں میں ملبوس ادھر سے ادھر کھڑے گھوم پھر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

کچھ ایک دوسرے سے باتوں میں لگے تھے تو کچھ آتے جاتے ہوئے ویٹر سے سوفٹ ڈرنکس لے کر مزے لے رہے تھے پارٹی کے کچھ ہی دوری کے فاصلے پر ڈی جے بیٹھا ہلکی ہلکی آواز کا موسیقی لگا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دور ایک کونے پر رکھی ٹیبل پر نگاہ ڈال کر دیکھا جائے تو آپ کو وہ وہاں بے زار سی صورت لیے بیٹھی ہوئی دکھائی دے گی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے سوفٹ ڈرنک کے گلاس کو چند لمحوں بعد اپنے لبوں سے لگا کر وہ واپس ٹیبل پر رکھ دیتی۔

www.novelsclubb.com

اسے اس پارٹی میں بوریت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ واقعی اس پارٹی میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ پر اپنے بابا کی مجبوری کی وجہ سے اسے یہاں آج آنا پڑا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ کھڑی ہو کر اس لڑکی سے بھی مل آئی تھی۔ جس کی برتھ ڈے پارٹی میں وہ آج آئی ہے۔ اور اب پھر سے اس کونے والی ٹیبل پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ ابھی وہ ایسی ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک اس کی نظر گارڈن کے داخلی جانب گئی۔ جہاں سے صدیقی صاحب کے ساتھ ایک جانا پہچانا سا شخص اندر آرہا تھا۔ اس کو دیکھ کر میرال کے چہرے کے تاثرات بدلے۔ وہاں اب ہرگز بوریت نہیں تھی۔ بلکہ وہاں تو حیرانی راج کر رہی تھی۔ وہ جو ابھی ابھی اس پارٹی میں آیا تھا۔ پھر ایک دم ہی صدیقی صاحب کو اپنی طرف آتا دیکھ ان سے ملتے ہوئے انھیں کے ساتھ اندر کی جناب بڑھ آیا۔

www.novelsclubb.com

صدیقی صاحب سے ملتے ہوئے اس نے وہ تحفے تحائف اور وہ بکے جو وہ لایا تھا ان کی جانب بڑھایا۔ جس کو صدیقی صاحب نے خوش اسلوبی سے تھام لیا۔ اور اسے لے کر گارڈن کی اس مخصوص ٹیبل کی طرف لے گئے جو انھوں نے اپنے چیف گیسٹ مطلب آریان کے لیے رکھی تھی۔ کیونکہ وہ ان کی پارٹی کا چیف گیسٹ تھا کیونکہ آریان آج کل پاکستان کے جانے مانے بزنس مین میں سے ایک تھا اور پھر ان کی کمپنی کے لیے انویسٹ بھی کر رہا تھا۔ اس لیے اسے وہ ہر ایک سے زیادہ پروٹوکول دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر آریان کے ساتھ اس ٹیبل پر بیٹھے رہنے کے بعد اور چند ایک بات بزنس سے ریلیٹ کرنے کے بعد اس کو ابھی آتا ہوں کچھ دیر میں کہہ کر صدیقی صاحب اپنی فیملی کی طرف بڑھ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

کیونکہ اب اسٹیج پر کیک کاٹنے کا پروسس جو شروع ہونے والا تھا۔اب گارڈن میں رکھی اس چیف گیسٹ کی بڑی سی ٹیبل پر وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ہاتھ میں پکڑے موبائل فون سے وہ ایک دو ضروری ای میل بھی بھیج رہا تھا اور سرسری سی نظر اس پارٹی میں موجود لوگوں پر بھی ڈال رہا تھا۔اپنے کام کو لے کر وہ بہت زیادہ سنجیدہ تھا تبھی ایسے موقعوں پر بھی وہ خود کو زیادہ تر مصروف ہی رکھتا تھا۔اور آج وہ جس مقام پر تھا۔اپنی اس انتا کی محنت کے بعد ہی اسے یہ مقام ملا تھا۔چند پل بعد جب وہ کچھ ضروری ای میل کر چکا تو ایک ضروری کال کرنے کے لیے وہاں سے کھڑا ہوتا گارڈن کے پچھلے حصے کی جانب آگیا تھا کیونکہ اسے اپنے مینیجر سے بات کرنی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ جس کی نظر بار بار سر سری طور پر اس شخص کی ٹیبل کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ جس پر وہ جانا پہچانا شخص جا کر بیٹھا تھا صدیقی صاحب کے ساتھ۔ جس کے نام تک سے وہ ناواقف تھی ابھی تک۔ بلکہ اس سے ہوئی پہلی ملاقات کی وجہ سے جو اسکے لیے کوئی خوشگوار ہر گز نہیں تھی۔ تبھی آج وہ اس سے پہلی ملاقات کا بدلا اس پھولوں کی دکان پر لے کر آئی تھی۔ جس سے اس کے دل کو کافی تسکین ملی تھی۔

ابھی وہ یونہی اس جانب دیکھ رہی تھی جہاں وہ شخص بیٹھا موبائل میں مصروف دکھائی دے رہا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد کھڑا ہوتا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی میرال نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔ اس کی نظروں نے مشکوک نگاہوں سے آریان کو جاتے ہوئے گھورا۔ اور اس کے لب بڑبڑائے۔ "یہ یہاں تک آگیا پر کیوں؟"۔ جب کہ آریان اس کی موجودگی سے ابھی تک لاعلم تھا۔

****

تھوڑی دیر ایسے ہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اسٹیج پر آگئی تھی جہاں اب کیک کٹ کیا جارہا تھا۔ میوزک کی آواز ہلکی سے تیز کردی گئی تھی۔اور اب وہاں موجود لوگ کھڑے ہوکر تالیاں بجارہے تھے۔کیونکہ کیک کٹ گیا تھا۔ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہوکر اس پیاری سی اٹھارہ سالہ اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی ۔جو اس وقت سب کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔وہ لڑکی مسکراتے ہوئے اب اپنی فیملی ممبرز کو کیک کھلارہی تھی۔

www.novelsclubb.com

پارٹی میں اس وقت سب ہی جوش خروش سے پارٹی کو انجوائے کر رہے تھے۔ابھی وہ ایسے ہی اس خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی کیونکہ اب اسے اس پارٹی میں مزا آنے لگا تھا۔کیونکہ اب پہلے جیسی بوریت اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی۔اس نے دیکھا کے صدیقی صاحب کی نظریں بار بار کسی کو تلاش کر رہی تھی۔ پر اس سے پہلے وہ جس انسان کو ڈھونڈ رہے تھے اسے ڈھونڈ پاتے کہ کچھ لوگ جو اسی پارٹی میں موجود تھے۔وہ کچھ تحفے تحائف دینے کے لیے آگے بڑھے۔اور وہ ان لوگوں میں مصروف ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ آگے بڑھ کر اسٹیج پر جا کر اس لڑکی کو دوبارہ وش کرنے کا ارادہ رکھتی ہی تھی کیونکہ گفٹس وغیرہ تو وہ پہلے ہی صدیقی صاحب کی وائف کو دے چکی تھیں۔ کہ اس کے موبائل فون بج اٹھا اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون دیکھا جس میں بابا کالنگ لکھا آرہا تھا۔ وہ اسٹیج پر جانے کا ارادہ ترک کرتی فون کو دیکھتی گارڈن کے پچھلی جانب بڑھی۔ گارڈن کے پچھلے حصے میں آکر وہ فون کو اٹھا چکی تھی۔ اس کے فون کو اٹھاتے ہی دوسری طرف موجود اسمائیل ملک صاحب کی آواز اسپیکر پر گونجی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تو میرا بیٹا کیسا ہے پہنچ گیا نا پارٹی میں ؟"اسمائیل ملک صاحب کی محبت سے چور آواز اسپیکر پر گونجی۔

"جی بابا آ گئی ہوں۔اور مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔پر آپ تو خیریت سے ہے نا؟" میرال نے آگے آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں۔اور میرا کام ابھی چل ہی رہا ہے جیسے ہی میرا کام ختم ہوگا ۔میں جلد ہی واپس آجاؤں گا"اسمائیل ملک صاحب کی آواز پھر سے اسپیکر کے اس پار میرال کے کانوں تک پہنچی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا بابا" میرال بس اتنا ہی کہہ پائی۔کے پھر سے اسمائیل ملک صاحب کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ویسے بیٹا اپنے ساتھ گارڈز کو تو ساتھ لائی ہونا" اسپیکر پر اسمائیل ملک صاحب کی فکر مندسی آواز گونجی۔

www.novelsclubb.com

"جی بابا لائی ہوں۔آپ فکر نا کرے" میرال نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی بات پر دوسری طرف موجود اسمائیل ملک صاحب کے چہرے کے تاثرات ٹھیک ہوئے۔جو کچھ دیر پہلے فکر مندی کے تاثرات پیش کر رہے تھے۔پھر چند ایک دو باتوں کے بعد وہ فون رکھ چکے تھے۔اور وہ بھی فون کال کاٹ کر پیچھے پلٹی ہی تھی۔ کہ اس کی ٹکر کسی سے بہت بری طرح ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا ہوا فون زمین پر جا گرا۔

****

www.novelsclubb.com

وہ جو اپنے مینیجر سے ایک ضروری کال پر بات کرنے کے لیے پارٹی کے اس شور کی وجہ سے گارڈن کے اس پچھلے حصے کی طرف چلا آیا تھا۔اور اب بات کر کے واپس اندر کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا،اچانک کسی انجان وجود سے بری طرح ٹکرایا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا فون اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔اس نے سنبھل کر اپنی بھوری آنکھیں اٹھا کر سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا جو اب تک ٹھیک طرح سے سنبھلی بھی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

اور نیچے جھک کر اپنا فون اٹھا رہی تھی۔ جیسے ہی اس لڑکی نے اپنا فون اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو یکدم ہی اس لڑکی کے ساتھ ساتھ آریان کے چہرے کے تاثرات بھی بدلے۔اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ جو ابھی دیکھ رہا تھا واقعی سچ ہے۔وہ لڑکی

جسے اب کبھی وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا وہ پھر سے اس کے سامنے موجود تھی اور وہ بھی آج کے دن ہی۔

میرال جو کسی سے بری طرح ٹکرانے کے بعد سنبھل کر نیچے جھکی اپنا فون اٹھا رہی تھی۔ فون کو اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ کر اس کے چہرے پر وہ حیرانی تو ہرگز نہیں آئی تھی جو اس وقت آریان کے چہرے پر راج کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ اسے پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔ پر ہاں وہ اس شخص کو لے کر مشکوک ضرور تھی اسی لیے اس سے پہلے وہ شخص کچھ کہتا وہ ہی پوچھ بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں تک آ گئے؟؟" میرال نے مشکوک نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

اس کے سوال پر آریان اس سر پھری لڑکی کو نظرانداز کرتا سنجیدگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ اسے اس لڑکی کی آج کی ہوئی حرکت پر غصہ تو پہلے ہی آ رہا تھا۔ پر اب اور زیادہ آنے لگا تھا۔ تبھی وہ اس کو دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا۔

"تم سے سوال کر رہی ہوں۔سنائی نہیں دے رہا؟۔تم یہاں تک کیوں آ گئے"۔
میرال اپنی بات کے نظر انداز کیے جانے پر سلگ کر بولی۔

"ایکسکیوز می"آریان اس کے سوال پر ناچاہتے ہوئے بھی ایک آبرو آچکا کر بولا۔
چہرے پر واضح غصے کے تاثرات دکھائی دینے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"پیچھا کر رہے ہو میرا؟؟"میرال نے وہ سوال کیا اب جو وہ کب سے کرنے کا سوچ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"واٹ" آریان نے اس سر پھری لڑکی کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی پوچھ رہی ہوں کے پیچھا کر رہے ہو میرا جو یہاں تک آ گئے میرے پیچھے پیچھے؟" میرال نے اپنا سوال دہرایا۔ سیاہ آنکھیں ہنوز اس شخص پر ٹکی ہوئی تھی۔ جس کی بھوری آنکھوں میں اپنے لیے غصہ اسے صاف صاف نظر آرہا تھا۔ پر وہاں اس بات کی پرواہ کسے تھی۔ کیونکہ وہ تو میرال تھی۔ اپنی بات پر قائم رہنے والی۔

"یہ سوال تو میں آپ سے بھی پوچھ سکتا ہوں۔ کہ آپ میرا پیچھا کیوں کر رہی ہیں؟" آریان کا ضبط اب جواب دے گیا تھا۔ اس لیے وہ لبوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے بولا۔

"آپ کو لگتا ہے میں آپکا پیچھا کر رہی ہوں؟" میرال نے صدمے سے چور لہجے میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر پوچھا۔ کیونکہ اسے اس بات کا تو اندازہ تھا ہی نہیں کے یہ خاموش طبیعت سنجیدہ قسم دیکھنے والا انسان اسے یہ بات بھی کہہ سکتا تھا۔ جس سے ہوئی سرسری سی ملاقاتوں میں وہ زیادہ تر اسے خاموش اور سنجیدہ اور اپنے کام سے کام رکھنے والا ہی سمجھی تھی۔ پر اس وقت وہ اپنی نیچر کے برعکس دکھائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو اور نہیں تو کیا میں کروں گا؟" آریان نے اپنے لہجے کو قدرے سنجیدہ بنالیا تھا۔ کیونکہ اب وہ اس سے مزید بحث کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ویسے بھی جتنی بات وہ اب تک اس سر پھری سی لڑکی سے کر چکا تھا۔ اتنی آج تک کسی سے نہیں کی تھی۔

"ظاہر ہے"۔ میرال نے اپنے چہرے پر آتے سیاہ بالوں کی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے ہلکی آواز میں لقمہ دیا۔ بال اب مکمل طور پر پیچھے کیے جا چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

نگاہیں اب اس شخص کی جناب دیکھنے کے بجائے ادھر ادھر دوڑ رہی تھیں۔ اس کی بات پر وہ کچھ کہنے ہی والا تھا پر اپنی نیچر کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کہہ سکا

۔اور ابھی پلٹ کر جانے کا ارادہ ہی رکھتا تھا کہ یکدم اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز سنائی دی۔اور زمین نے اس کے قدم وہی روک لیے۔اور اس نے پلٹ کر اپنے پیچھے سے آتے صدیقی صاحب کو دیکھا۔میرال نے بھی اس آواز کی سمت دیکھا پھر سامنے سے صدیقی صاحب کو آتا دیکھ ان کی جناب دیکھ کر دھیما سا مسکرائی۔

"آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" صدیقی نے باری باری ان دونوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔کیونکہ ایک وہ تھا جو ان کی کمپنی کے لیے انویسٹ کر رہا تھا ان کی کمپنی کو بلندیوں پر لے کر جانے والا تھا آگے آنے والے وقت میں۔اور دوسری

وہ تھی جس کے باپ کے ساتھ وہ ایک پروجیکٹ پر مل کر انویسٹمنٹ کر رہے تھے۔ان کی بات پر ان دونوں نے ایک چور سی نظر سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ کہ اب وہ انھیں کیا بتائے کہ وہ دونوں یہاں بحث کر رہے تھے۔میرال نے دل میں سوچا۔جب کے دوسری طرف آریان ایسا کچھ سوچنے کے بجائے بات کو سنبھال چکا تھا۔

"کچھ نہیں صدیقی صاحب میں ایک کال کرنے آیا تھا باہر اور ان مس "ایکس وائے زیڈ "جو بھی ہیں یہ ان کا میری وجہ سے موبائل گر کر ٹوٹ گیا"۔اس کی بات پر اچانک ہی میرال کی نظر اپنے ٹوٹے ہوئے موبائل پر پڑی جو واقعی ٹوٹ گیا تھا۔"تو جسٹ بس اسی کے لیے معزرت خواہ تھا میں اور"۔سنجیدگی سے کہتا ابھی وہ اس

سے آگے کچھ بولتا۔ کہ اپنی ذات کو پھر سے اس شخص کے ہاتھوں ان عجیب لفظوں "ایکس وائے زیڈ" سے مخاطب کرنے پر وہ قدرے برہم ہو کر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ کیونکہ یہ آج دوسری دفعہ ہوا تھا کہ اس شخص نے اسے پھر سے اس کا نام لینے کے بجائے اسی ایلفابیٹس سے پکارا تھا۔

"میرال 'میرال نام ہے میرا تمھیں پھر سے یاد کروا رہی ہوں" آریان کی جانب دیکھتی وہ سختی سے کہتی ہوئی وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے ایسے جانے پر صدیقی صاحب نے ناسمجھی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور ایک سرسری سی نگاہ آریان پر ڈالی۔ جب کہ دوسری طرف آریان شرمندگی سی محسوس کرنے لگا۔ پھر

بغیر کوئی بات کیے وہ دونوں بھی آگے پیچھے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ جہاں اندر پارٹی میں پیانو کی دھن تھوڑی دیر بعد لوگوں کو مدہوش کرنے والی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

رات دھیرے دھیرے پھیل رہی تھیں۔ صدیقی ولا میں ڈنر سے فارغ ہو کر مہمان اب موسیقی کی دھن کو انجوائے کر رہے تھے۔ کچھ لوگ اس سب کے بعد جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو کچھ لوگ جا رہے تھے۔ وہ بھی اب اس پارٹی میں اور ہر گزر کنا نہیں چاہتی تھی۔ پر صدیقی صاحب کے کہنے پر کچھ دیر اور رکنے پر مان گئی تھی۔ اس لئے اب دھیرے دھیرے چلتے میوزک کو انجوائے کر رہی تھی۔ بلکل ویسے ہی جیسے وہاں موجود لوگ کر رہے تھے۔ اپنے ٹوٹے موبائل کو ایک نظر مایوسی سے دیکھتی اس سے اپنے سے چند قدم کی دوری پر بیٹھے اس شخص کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

جس پر اسے غصہ آ رہا تھا۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو ہی گیا تھا کے وہ اس کا پیچھا نہیں کر رہا تھا بلکہ اب تک وہ جتنی دفعہ بھی ملے اچانک سے ہی ملے تھے۔ پر اسے اس شخص پر

جسے اس پارٹی میں سب آریان کہہ کر مخاطب کر رہے تھے۔اس بات کا غصہ نہیں تھا کہ پہلی ملاقات میں اس نے اس کے کہنے پر وہ کلر باکس نہیں دیا تھا۔کیونکہ اس بات کا بدلہ وہ آج پھولوں کے بکے کو خرید کر لے چکی تھی۔اور اسے اس بات کا بھی غصہ نہیں تھا کے اس کی وجہ سے اسکا فون ٹوٹ گیا۔

اسے تو اس بات کا غصہ تھا کہ وہ اس کے نام لینے کے بجائے اسے عجیب طرح سے مخاطب کر رہا تھا۔جب کے پہلی ملاقات میں ہی وہ اپنا نام اسے بتا چکی تھی۔پر پھر بھی آج اس نے اسے ایسے ہی مخاطب کیا جیسے پہلی ملاقات میں کیا تھا۔ابھی وہ غصے میں آریان کو دیکھ نہیں بلکہ گھور رہی تھی۔کے اسے صدیقی صاحب آریان کی

جانب بڑھتے ہوئے دکھائی دیے۔سیاہ آنکھوں میں تجسّس پیدا ہوا۔اور وہ بغیر ادھر ادھر دیکھے اسی سمت دیکھنے لگی جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔

"آریان صاحب چلے نا اسٹیج پر۔یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔آپکے لیے پیانو کا انتظام کروایا ہے میں نے" صدیقی صاحب اس کی ٹیبل پر پہنچ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

www.novelsclubb.com

"مطلب؟" آریان جو کب سے بیزار سا بیٹھا ہوا موبائل میں مصروف تھا۔صدیقی صاحب کو اپنی طرف آکر یہ بولنے پر نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

اسے واقعی سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اسے اسٹیج پر چلنے کو کیوں بول رہے تھے۔اور پیانو کا ذکر کیوں کر رہے تھے۔

"وہ کیا ہے نا میری بیٹی کی خواہش ہے کہ آپ اس کی پارٹی میں پیانو بجائیں۔اس لیے میں نے اسٹیج پر پیانو کا انتظام کروایا ہے۔صدیقی صاحب نے کہتے ہوئے وقفہ لیا۔پھر دوبارہ سے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولے۔آریان کی آنکھیں مستقل طور پر ان کو دیکھ رہی تھی۔ہاں البتہ لب خاموش تھے۔اسکا مطلب تھا کہ وہ ان کی بات ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور اتنا تو میں جانتا ہوں کے آپ بہت اچھا پیانو بجاتے ہیں آریان صاحب۔ ہاں بس آپ کو بغیر بتائے یہ انتظام کروانے کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ پر کیا کروں میری بیٹی کی خواہش ہے اس لیے آپ سے درخواست کر رہا ہوں" انھوں نے آخر میں شرمندگی سے کہتے ہوئے التجائی انداز اپناتے ہوئے کہا۔ پھر ایک نظر اسٹیج پر موجود اپنی بیٹی کی جانب دیکھا۔ جس کے چہرے سے یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں تھا کہ وہ آریان کے ہامی بھرنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"پر میں کیسے صدیقی صاحب!؟ آپ کی ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ میں سمجھ رہا ہوں آپ کی بات۔ پر میں نہیں کر سکتا یہاں یہ سب آپ سمجھنے کی کوشش کریں"۔

آریان نے ان کی پوری بات سن کر معذرت خواہانہ انداز میں کہہ کر انھیں ٹالنا چاہا۔

"میں آپ کو زیادہ فورس نہیں کرتا آریان صاحب۔اگر یہ میری بیٹی کی خواہش نہیں ہوتی تو۔پلیز میری درخواست سمجھ کر بس تھوڑی دیر کے لیے سہی بجادیں پیانو"۔

صدیقی صاحب نے اپنی سے ایک آخری کوشش کی۔اور پھر اسٹیج پر موجود اپنی بیٹی کی طرف دیکھ کر گردن نفی میں ہلائی جیسے کہہ رہے ہوں کہ آریان کا مان جانانا ممکن ہے۔ان کے اس طرح کرنے پر اسٹیج پر موجود لڑکی کے چہرے پر اداسی سی چھانے لگی۔میرال نے بھی یہ منظر دیکھا پر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کے وہاں چل کیا رہا تھا۔اور صدیقی صاحب اس شخص کو کس چیز کے لیے فورس کر رہے تھے۔ابھی

اپنی بیٹی کی جانب دیکھ کر صدیقی صاحب نفی ہی کر رہے تھے کہ آریان کی بات پر چونکتے ہوئے خوش ہونے لگے۔

"ٹھیک ہے صدیقی صاحب اگر آپ اتنا کہہ رہے ہیں۔تو چلیں میں آپ کی بات کا مان رکھ لیتا ہوں "آریان نے ان کی جانب دیکھ کر دھیما سا مسکراتے ہوئے کہا۔وہ منع کرنا چاہتا تھا پر اگر وہ صدیقی صاحب کا اپنی بیٹی کو اشارہ کرنا۔اور اسٹیج پر کھڑی ان کی بیٹی کے چہرے پر اس مایوسی کا آنا جو اس کے انکار کرنے پر آئی تھی۔اگر وہ یہ سب نا دیکھتا تو شاید وہ ابھی پھر سے منع کر دیتا۔پر افسوس وہ دیکھ چکا تھا۔اور دوسروں کی مایوسی کو خوشی میں بدل دینے کا تو وہ بچپن سے عادی تھا۔اس لیے اس

سے جتنا ہوتا تھا جہاں تک ہوتا تھا وہ دوسروں کی محرومی یا مایوسی کو دور کر دینے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

"شکریہ آریان صاحب آپ نے میری بات کا مان رکھا۔ چلے اسٹیج پر چلتے ہیں۔" اس کی بات صدیقی صاحب خوش ہوتے ہوئے بولے اور اسے اسٹیج پر چلنے کا کہا۔ جس پر وہ کھڑا ہوتا ہوا ان کے ساتھ اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔ اس کو آتا دیکھ صدیقی صاحب کی بیٹی کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ جگمگانے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

جبکہ دوسری وہ اپنی ٹیبل پر کنفیوز بیٹھی تھی۔اسے ابھی تک وہاں ہوئی گفتگو سمجھ نہیں آئی تھی۔بس اتنا سمجھ آیا تھا کے صدیقی صاحب اس شخص کو کسی بات کے لیے منا رہے تھے۔اور اتنی دیر کی باتوں کے بعد وہ ان کی بات مان کر ان کے ہی ساتھ اسٹیج کی جانب بڑھ گیا تھا۔میوزک رک چکا تھا۔اور اب وہ یہاں مزید بیٹھنے کی روادار نہیں تھی۔اس لیے اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہوئی اس نے ابھی چند ہی قدم ہی بڑھائے تھے۔

www.novelsclubb.com

کہ اچانک ایک خوبصورت دھن نے اس کے قدموں کو زنجیر کیا اور وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی وہ خوبصورت دھن اسی پارٹی کی فضاؤں میں بکھرنے لگی تھی۔جس میں ابھی چند لمحوں پہلے میوزک بند کیا گیا تھا۔یہ خوبصورت دھن اس

میوزک سی بھی زیادہ اچھی تھی جو کچھ دیر پہلے اس پارٹی میں لگے ڈیگ کے اسپیکر پر چل رہے تھے۔ وہ کسی گٹار یا کسی اور انسٹرومنٹ کی نہیں تھی۔ بلکہ پیانو کی تھی۔ "ہاں یہ دھن پیانو کی ہی ہو سکتی تھی"۔ پہلا خیال اس کے ذہن میں یہی آیا تھا۔ "پر یہ پیانو کون بجا رہا تھا"۔ بڑبڑاتے ہوئے کہتے ساتھ ہی وہ پلٹ کر اپنے پیچھے دیکھنے لگی۔

اور اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔ کیونکہ اسے وہ دھن بجانے والا نظر آگیا تھا۔ اسے اس خوبصورت دھن کا مالک نظر آگیا تھا۔ جو بہت خوبصورتی سے اسے پیانو پر بجا رہا تھا۔ اس کی نظریں بے یقین تھی کے کیا کوئی اتنا اچھا پیانو بھی بجا سکتا تھا۔ کیا وہ واقعی وہی انسان تھا جس پر کچھ دیر پہلے اسے شدید غصہ آرہا تھا۔ ہاں یہ وہی شخص تھا۔ اس کی نظریں بے یقینی سے سامنے اسٹیج پر موجود اس شخص پر تھی جو

مکمل طور پر پیانو بجانے میں مگن تھا۔ جس کو دیکھ کر یہ اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ تو کہیں اور کھو گیا ہے وہی جہاں سے وہ حقیقت کی دنیا میں نہیں جا سکتا تھا۔

جہاں وہ بس خیالوں کے ذریعے ہی جا سکتا تھا اس دھن کے ذریعے ہی جا سکتا تھا۔ وہاں موجود ہر شخص اس دھن کے اندر کھو گیا تھا۔ جیسے کوئی سحر تھا جو وہاں موجود تقریباً ہر شخص کو ہی مسحور کرنے لگا تھا۔ وہ سحر جس کی قید سے رہائی اس وقت کسی کو نہیں چاہیے تھی۔ ہر چیز کو بھول کر وہ بھی بس اس دھن میں کھو گئی تھی۔ پر یہ کیا وہ دھن بجانے والا خود کو روک چکا تھا۔ وہ پیانو بجانا بند کر چکا تھا اور اب اپنی جگہ سے کھڑا ہو رہا تھا۔ اس کو کھڑا ہوتا دیکھ اس کے دل نے بھی یہ شدید خواہش کی تھی کے کاش وہ کچھ دیر اور ایسے ہی پیانو بجاتا رہے۔

اور وہ بھی باقی سب کی طرح اس دھن میں کھوئی رہے۔ وہ کافی دیر پیانو بجانے کے بعد خود پر قابو پاتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا۔ کیونکہ پیانو بجاتے وقت وہ جس دنیا میں پہنچ جاتا تھا۔ اس کے بعد اسے اس دنیا کی ایک تلخ حقیقت بھی دیکھنی پڑتی تھیں۔ اور جب وہ یہ حقیقت دیکھتا تھا تو اس کا خود پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا تھا۔ اس لیے وہ اس تلخ سایہ کے آنکھوں کے پردے پر آنے سے پہلے ہی پیانو بجانا بند کر چکا تھا۔ ویسے بھی وہ اس طرح کبھی لوگوں کے سامنے یا بھری محفل میں پیانو نہیں بجاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

پر آج صدیقی صاحب کے اتنا اسرار کرنے پر ہی وہ ان کی بات پر راضی ہوا تھا۔اور پیانو بجانے بیٹھ گیا تھا۔پر اب وہ تلخ سایا اس کی بند آنکھوں کے پردے پر ہلکا ہلکا لہرانے لگا تھا اس لیے وہ اچانک پیانو پر اپنی تھرکتی انگلیوں کو روک چکا تھا۔اور کھڑا ہوتا ہوا صدیقی صاحب سے کہتا ہوا واپس جانے کے ارادے سے اسٹیج سے اتر کر آرہا تھا۔اس کے ایسا کرنے پر وہاں سے جانے کے کہنے پر وہاں موجود لوگ بھی بدمزا ہو کر جانے کے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔

تبھی اسے اپنے سامنے وہی سر پھری لڑکی نظر آئی۔اس کو نظر انداز کرتا وہ آگے بڑھنے ہی لگا تھا کے اس لڑکی جس کا نام وہ آج اچھے سے اس کے باور کروانے پر یاد کر چکا تھا۔اس کے پکارنے پر رکا۔اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں پر ٹکی تھیں۔

"ویسے "اپنے سامنے سے گزرتے اس شخص کو وہ نا چاہتے ہوئے بھی روکنے میں کامیاب رہی تھی۔ وہ اتنا کہہ کر اس کے پلٹنے کا انتظار کرنے لگی۔ اس کی پکار وہ شخص بھی رک گیا تھا۔ اور اب اپنی بھوری آنکھوں سے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے رک جانے پر وہ بھی دو قدم اس کی جانب بڑھی۔ کیونکہ اسے جو کہنا تھا وہ تو وہ کہہ کر ہی رہتی تھی۔

"ویسے تم جیسے بدذوق لوگ بھی اتنا اچھا پیانو بجا لیتے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے بڑی "میرال نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویل اسے میں اپنی تعریف سمجھو یا برائی؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدہ انداز میں سوال کر گیا۔ سیاہ آنکھیں ہنوز بھوری آنکھوں پر ٹکی تھی۔ جبکہ اس کے برعکس بھوری آنکھیں پل پل بعد اپنی نظر کا ارتکاز بدل رہی تھی۔

"جو تم سمجھنا چاہوں"۔ میرال نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔ چہرے کے تاثرات یہ بات کہتے ہوئے کچھ تھیکے سے ہو گئے تھے۔ اسے بھلے اس کا پیانو بجانا پسند آیا تھا۔ پر اب وہ اب تک ہوئی اس سے بحث اور باتیں نہیں بھولی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تو یہ دونوں ہی باتیں میرے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آپکے منہ سے نکلی ہوئی ہیں"۔ اپنی بات کہتا وہ جانے ہی لگا تھا کے اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اور ہاں" وہ جو اس کی اسی بات پر الجھی ہوئی تھی۔ اس کے پھر سے کچھ کہنے پر اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔ "ہوپ سو کہ اب کبھی ہم ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے۔ اور اب کبھی آپ مجھ سے کہی نا ٹکرائے"۔ اپنی بات کہتا وہ کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے وہ اپنی اس قدر عزت افزائی پر سلگتی ہوئی رہ گئی تھی۔ اپنی ہیل کو زور سے زمین پر مارتی ہوئی وہ خود سے غصے سے بڑبڑائی۔

" سمجھتا کیا ہے یہ شخص خود کو۔ میں بھی میرال ملک ہوں۔ اور یہ کیا مجھ سے ٹکرانا نہیں چاہتا۔ میں خود اسے دیکھنے کی روادار نہیں ہوں" اور یہ کہتی وہ غصے سے صدیقی ولا سے نکلتی چلی گئی۔ جب کہ قسمت تو کچھ اور سوچ کر بیٹھی تھی۔ بعض اوقات کچھ چیزیں انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی۔ وہ چاہ کر کچھ نہیں کر پاتا۔ اور یہی بات انسان سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

****

ڈیفینس کالونی میں بنے قصر اسماعیل پر نظر ڈالے تو آپ کو وہاں خاموشی اپنے پنجے گاڑے دکھائی دے گی۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ یہ قصر جس جگہ بنا ہوا تھا۔ وہاں اس جیسے دو، تین قصر اور بنے تھے۔ پر قصر اسماعیل جیسی خوبصورتی کوئی نہیں رکھتا تھا۔ وہ قصر واقعی تعریف کے قابل تھا۔ قصر اسماعیل کے باہر خاموشی آپ کو ہواؤں میں گھلی اور رچی بسی سی محسوس ہو گی۔ پر اس خاموشی کو توڑا تو کسی کے قدموں کی آواز نے۔

www.novelsclubb.com

شاید کوئی اس قصر کے باہر موجود تھا۔قدموں کی آواز ہلکی سی تھی۔وہ جو کوئی بھی تھا آواز پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تبھی ایک دو بار کے بعد آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ تبھی ہی سامنے ہی روڈ سے ایک گاڑی اور اس کے پیچھے دو اور گاڑیاں اس خاموشی کو مٹاتے ہوئے قصر اسماعیل کے نزدیک آنے لگی۔ایک درخت کی اوٹ میں ہلچل ہوئی۔درخت کے ساتھ لگی گھاس کے چھوٹے چھوٹے پتوں کی آواز اس آوازوں میں جاملی۔ جس سے تھوڑی دیر پہلے ہواؤں میں چھائی خاموشی کو توڑ دیا تھا۔

وہ گاڑیاں اب نزدیک آنے لگی تھیں۔اور ان کے نزدیک آتے ہی قصر اسماعیل کا میں گیٹ کھولا جاچکا تھا۔باری باری وہ گاڑیاں اندر داخل ہو گئی تھیں۔اور پھر سے قصر اسماعیل کا گیٹ بند کیا جاچکا تھا۔قدموں کی آواز ایک بار پھر تیزی سے آئی۔ اور درخت کی اوٹ میں چھپا وہ انسان باہر نکلا۔اور ایک نظر قصر اسماعیل پر ڈال کر

www.novelsclubb.com

اپنے قدم واپسی کی طرف موڑ چکا تھا۔ماحول میں چھائی وہ سوگواری اور خاموشی ایک بار پھر سے چھانے لگی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

"چھوڑو ان کو چھوڑو۔میں کہتی ہوں جانے دو۔جانے دو!!" اپنے کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹی۔وہ بول نہیں رہی تھی تقریباً چیخ رہی تھی زور زور سے۔وہ پھر وہی خواب دیکھ رہی تھی جو اسے بچپن سے آتا تھا۔نجانے کیوں؟!پر اکثر وہ اس خواب

میں رہ کر بھی اپنا آپا نہیں کھوتی تھی۔ کیونکہ وہ خواب دھندلا سا ہوتا تھا۔ پر پتا نہیں کیوں اس خواب سے اب تھوڑی دھند چھٹنا شروع ہو گئی تھی۔ اور پورا تو نہیں پر کچھ کچھ اسے صاف دکھائی دینے لگا تھا۔

کمرا اس وقت اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور وہ بیڈ پر لیٹی بار بار کروٹیں لیتے ہوئے چیخ رہی تھی۔ چہرے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے آئے ہوئے تھے۔ سیاہ پلکوں کی باڑ ہلکی ہلکی لرزتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ جب کے ہاتھوں سے وہ بیڈ کی چادر کو دبوچے ہوئے تھی۔ دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کے وہ کچھ ایسا دیکھ رہی تھی۔ جس سے وہ حد سے زیادہ خوف زدہ ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کی نیند ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی۔پر اس کی آوازوں کی وجہ سے اپنے کمرے میں تہجّد کی نماز پڑھتی راضیہ گھبرا کر میرال کے کمرے کی طرف بھاگی تھیں۔کیونکہ وہ اس بات سے باخبر تھی کہ میرال کے اس وقت چیخنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔کیونکہ وہ سالوں سے اس گھر کی ملازمہ تھی۔میرال کے کمرے میں پہنچ کر وہ فوری طور پر میرال کی طرف بڑھی تھیں۔جو خواب کی کیفیت میں بار بار ایک ہی بات کہے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جانے دو انھیں۔جانے دو مت مارو۔مت مارو"۔اس کی طرف بڑھ کر وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔چند ہی پل کی کوشش اور آوازیں دینے کے بعد وہ نیند سے جاگ چکی تھی۔اور وہ اس خواب سے باہر آگئی تھی۔

اٹھ کے بیٹھ کر وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرنے لگی۔اور ایک ہاتھ اپنے سیاہ بالوں میں پھیرا۔ جس سے اس کے بال پیچھے کی طرف ڈھلک چکے تھے۔اتنے میں راضیہ نے پاس رکھے پانی کے جگ سے پانی نکال کر اسے تھمایا جس کو اس نے ایک ہی سانس میں پی لیا۔پھر خالی خالی نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی راضیہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو راضیہ؟"میرال نے آس پاس دیکھتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔وہ اس خواب سے باہر آ گئی تھی۔پر ابھی بھی وہ اس خواب کے زیر اثر تھی۔ تبھی اس کے چہرے پر ابھی تک خوف دکھائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ بی بی جی۔ آپ خواب دیکھ رہی تھی۔اور آپ چیخ بھی رہی تھی۔ تبھی میں آپکے پاس دوڑی چلی آئی"۔ ملازمہ راضیہ اسے دیکھتے ہوئے بتانے لگی۔اس کی بات پر میرال کچھ کہہ نہیں سکی۔ کیونکہ وہ واقعی ابھی کسی سے بات کرنے کی کنڈیشن میں نہیں تھی۔

اور بیڈ پر واپس لیٹ گئی۔تب ہی راضیہ نے آگے بڑھ اسے چادر اوڑھا دی۔اور اسے دیکھتی ہوئی بولی۔"آپ فکر نا کریے گا بی بی جی۔میں یہی ہوں آپ کے ساتھ آپ آرام سے سو جائیں"اس کی بات پر میرال نے ہلکا سا سر ہلایا اور آنکھیں موندلی۔اسے سوتے دیکھ ملازمہ راضیہ کمرے میں رکھے صوفے کی جانب بڑھی اور اس پر بیٹھ گئی۔وہ اکثر ہی جب کبھی میرال خواب دیکھ کر زیادہ ڈر جاتی تھی۔تو

اس کے ساتھ اس کے کمرے میں ہی بیٹھ جاتی تھی جب تک وہ دوبارہ سو نہیں جاتی تھی۔ صوفے پر بیٹھے بیٹھے وہ میرال کے بارے میں سوچنے لگی۔ اسے اتنے سالوں میں اب تک اس کی یہ حالت ہونے اور اسے جو خواب آتا تھا۔

اس کے بارے میں پتا نہیں چلا تھا۔ وہ واقع اپنی میرال بی بی سے بہت پیار کرتی تھی۔ اور اس کے لیے بہت فکر مند ہو جایا کرتی تھی۔ وہ جب جب میرال یا ان س کو آنے والے خواب کے حوالے سے کوئی بھی سوال کریم بابا (راضیہ کا باپ) سے کرتی۔ تو وہ اسے یہی کہہ کر خاموش کر دیا کرتا تھا کہ نوکروں کا کام زیادہ سوال کرنا نہیں ہوتا بس اپنے مالک کا دھیان رکھنا ہوتا ہے۔ تو اسی پر دھیان دو۔ اور اپنے باپ کی ایسی باتوں پر وہ خاموش ہو جایا کرتی تھی۔ ابھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی۔ نیند

اس پر بھی حاوی ہونے لگی تھیں۔اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتا بھی نہیں چلا۔وہاں دوسری طرف بیڈ پر لیٹی میرال بھی اب پر سکون نیند سو چکی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

صبح کا سورج نکلے بھی کچھ وقت بیت گیا تھا۔آسمان پر نظر ڈالی جائے تو آپ کو وہاں گھرے بادل یہاں سے وہاں گردش کرتے دکھائی دیں گے۔اسلام آباد شہر

پاکستان کے ایسے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے جہاں جب گرمی پڑتی ہے تو وہ بھی شدت سے پڑتی ہے اور جب سردی پڑتی ہے تو وہ بھی بہت شدت سے پڑتی ہے۔

اس لیے یہاں کے لوگ ہر موسم کو کھل کر انجوائے کرنے والوں میں سے تھے۔

آسمان پر نگاہ ڈالیں تو اس وقت آپ کو وہاں بادل راج کرتے دکھائی دیں گے۔

اس کا مطلب صاف تھا کہ آج یا اگلے کچھ دنوں میں بارش ہونے کے امکانات ہیں۔اسلام آباد شہر کی سڑکوں پر نظر ڈالی جائے تو آپ کو وہاں زیادہ رش دیکھنے کو نہیں ملے گا۔کیونکہ صبح کے اس پہر اکثریت لوگ دیر سے اٹھنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ان ہی سنسان سڑکوں سے ہوتے ہوئے ہم آپ کو ڈیفینس کالونی لے چلتے ہیں۔ڈیفینس کالونی میں ایک سے ایک خوبصورت قصر ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت طرز سے بنے بنگلے بھی موجود تھے۔اور یہ بنگلے بھی اپنی مثال آپ

تھے۔ وہ ان بڑے بڑے خوبصورت قصروں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے تھے۔ پر خوبصورتی میں ان سے زیادہ پیچھے بھی نہیں تھے۔

ان ہی بنگلوں میں سے ایک بنگلہ ایسا بھی تھا جو ان سب بنگلوں میں چھوٹا دکھائی دیتا تھا۔ پر چھوٹا ہونے کے باوجود بھی وہ بنگلہ خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ چھوٹا سا بنگلہ جو مرزا ہاؤس کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کے باہر پلیٹ پر مرزا ہاؤس لکھا ہوا تھا۔ ہم آپ کو وہیں لے چلتے ہیں۔ صبح کے اس پہر یہاں نامعلوم سی چہل پہل آپ کو دیکھنے کو نظر آئے گی۔ مرزا ہاؤس میں قدم رکھے تو آپ کو یہاں چھوٹا سا خوبصورت لان دکھائی دے گا۔ جو طرح طرح کے پھول پودوں سے سجا ہوا تھا۔ لان کے ایک طرف سیاہ رنگ کی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

سامنے ہی ایک بھورے رنگ کا بڑا سا شیشے کا دروازہ تھا جو شاید اس گھر کا مین آنے
جانے کا داخلی دروازہ تھا جو فلحال بند تھا۔اس کا مطلب تھا گھر کے فرد ابھی سوئے
ہوئے ہیں۔لان کے پیچھلی طرف ایک اور دروازہ تھا جو اس بنگلے میں جانے کا شاید
دوسرا راستہ تھا۔پرندوں کی چہچہاہٹ کے ساتھ ایک اور آواز بھی تھی جو بہت
قریب سے سنائی دیتی تھی۔زیادہ غور کرنے پر آپ کو اندازہ ہو گا کے یہ دوسری
آواز گھر کے اندر سے آرہی تھی۔اسی دوسرے راستے سے گھر کے اندر قدم رکھیں
تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ آواز کچن سے آرہی تھی۔شاید اس وقت کوئی کچن میں
موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دروازہ جس سے ہم آپ کو اندر لائے ہیں۔ وہ اس گھر کے لاؤنج میں کھلتا ہے۔ لاؤنج میں داخل ہو کر آپ کو وہ آواز صاف سنائی دے گی جو کچھ دیر پہلے آ رہی تھی۔ کیونکہ لاؤنج کے دوسری ہی طرف کچن تھا۔ کچن اوپن ہر گز نہیں تھا۔ کچن کا دروازہ پہلے سے ہی کھلا ہوا تھا۔ کچن میں قدم رکھ کر ایک نظر چاروں اطراف ڈالی جائے تو آپ کو وہاں کوئی کھڑا ہوا دکھائی دے گا۔ ہاں وہاں کوئی موجود تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا کچھ بنانے میں مگن دکھائی دے رہا تھا۔ گھٹنوں سے اوپر کو آتا سفید رنگ کا ٹراؤزر پہنے بلیک کلر کی ٹی شرٹ پہنے وہ کافی بنانے میں مگن تھا۔

www.novelsclubb.com

کافی میکر میں اپنی کافی بناتا وہ دراز سے اسپون نکال کر اپنی کافی کو ہلاتا ہوا وہیں رکھی ہوئی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگا۔ اسے واقعی اس وقت کافی کی بڑی طلب ہو رہی تھی۔ اور وہ کسی کو بے آرام کرنا نہیں

چاہتا تھا۔اسی لیے خود اپنے لیے کافی بنانے کچن میں چلا آیا تھا۔ ویسے تو وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے کام پہلے اپنی ماں سے کرواتا تھا۔ پر جب سے وہ پاکستان سے باہر گیا تھا تو اسے اپنے کام خود کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔اس لیے اب اپنے چھوٹے بڑے کام وہ خود کر لیتا تھا۔اب وہ ایسے ہی کرسی پر بیٹھے کافی کے مزے لینے لگا۔

ساجدہ بیگم جو اکثر فجر کی نماز کے وقت اٹھ جایا کرتی تھی اور نماز ادا کرنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔اپنے روز کے معمول کے مطابق نماز ادا کر کے آج بھی تلاوت کر ہی رہی تھی کے کچن میں ہوئی کچھ کھٹ پٹ کی آواز سے اپنے کمرے سے باہر نکل کر کچن کے اندر داخل ہوئی۔اور اسے اس طرح یوں کرسی پر بیٹھ کر کوفی پیتا ہوا دیکھ وہ نا محسوس انداز میں اس کی طرف بڑھیں۔

www.novelsclubb.com

"شایان ؟ میرا بچہ کافی ہی پینی تھی تو مجھے بتادیا ہوتا میں بنا دیتی" ساجدہ بیگم اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔

"نہیں وہ ماما میں بس کسی کو جگانا نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے خود آگیا۔ اور ویسے بھی یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے"۔ اپنی ماں کی آواز پر وہ کرسی سے بے اختیارِ کھڑا ہوتا ہوا ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"ارے تو میں تو اس وقت تک جاگ ہی جاتی ہوں۔ تم تو جانتے ہو نا" انھوں نے اسے دیکھتے ہوئے جیسے یاد دلایا۔ان کی بات پر وہ دھیما سا مسکرایا۔ جبکہ ساجدہ بیگم اس سے بات کرتے ہوئے فریج سے دودھ نکال کر چولے پر چڑھا چکی تھی۔

"ہاں ماما میں جانتا ہوں۔پر اپنے چھوٹے موٹے کام میں اب خود سے کر لیتا ہوں۔ اس لیے آپ زیادہ پریشان نا ہوا کرے" وہ کافی کو ختم کرتا ہوا کپ کو سلپ پر رکھ کر جانے ہی لگا تھا کہ اس کو جاتا ہوا دیکھ ساجدہ بیگم نے اسے پکارا۔

"کہاں چلے؟! یہاں کرسی کھینچ کر بیٹھ جاؤ۔ ملازمہ تو اپنے وقت پر ہی آئے گی۔ پر میں تمھیں جلدی سے ناشتہ بنا کر دے دیتی ہوں۔" انھوں نے فریج سے سامان نکالتے ہوئے۔ اسے دیکھ کر کہا۔ ان کی بات پر اس کے باہر کی طرف بڑھتے قدم تھمے اور وہ ان کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔

"سوری ماما ناشتہ ابھی نہیں کر سکتا کیونکہ ایک ضروری کام سے جانا ہے مجھے۔ ہاں آکر آپ کے ہاتھ کا کھانا ضرور کھاؤں گا" ان کی جانب بڑھ کر وہ ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔ اور پھر باہر کی جانب نکلتا چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

پیچھے وہ اس کو آوازیں ہی دیتی رہ گئی۔ پھر مسکراتے ہوئے خود سے ہم کلام ہوئی۔" ہمیشہ جلدی میں ہی رہتا ہے یہ۔ اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آکر بھی اس کے کام ہیں کے ختم نہیں ہوتے۔" خود سے کہتی وہ ایک بار پھر واپس سے اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

****

www.novelsclubb.com

سیاہ اور سفید رنگ سے بنے مصطفیٰ مینشن پر اس وقت سورج اپنی روشنی بکھیر رہا تھا۔ وہ روشنی جو پل پل بعد آسمان پر چھائے بادلوں کی وجہ سے مدھم پڑ رہی تھی۔ اس مینشن میں ہر ملازم اپنا کام آپ کو باخوبی کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ مینشن کے دوسرے فلور پر موجود آریان کے کمرے کا دروازہ آپ کو باہر سے بند دکھائی دے گا۔ "شاید آریان صاحب اب تک سو رہے ہیں"۔ اس کے کمرے کے باہر سے گزرتے ایک ملازم نے سوچا اور بند دروازے کو دیکھتا ہوں وہاں سے گزر گیا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کمرے میں قدم رکھے تو آپ کو کمرے میں تاریکی دکھائی دے گی۔ کمرے میں اس قدر اندھیرا تھا کے آس پاس کا جائزہ لینا بھی مشکل تھا۔ کمرے میں اس وقت اے سی کی کولنگ جسم کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ بیڈ کے وسط میں ایک طرف لیمپ رکھا تھا جو ہلکا سا جل رہا تھا جس کی پیلی روشنی آریان کے چہرے پر ہلکی ہلکی پڑ رہی تھی۔ ابھی اس کے کمرے میں خاموشی اور تاریکی دونوں ہی راج کر رہی تھی۔ جب اچانک ہی ایک قریب سے آتی آواز نے بالآخر اس خاموشی کو توڑا۔ وہ آواز مسلسل اس کمرے کی خاموشی میں گونج رہی تھی۔ اس آواز کے مسلسل اس کے کانوں کے پاس گونجنے پر اس نے اپنی نیند میں ڈوبی آنکھیں بامشکل کھولی۔

www.novelsclubb.com

اور ہاتھ مار کر موبائل تلاش کرنا چاہا۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اس کے ہاتھ میں آیا اور اس نے بامشکل اپنی آنکھوں کو کھولتے ہوئے۔ کال کرنے والے کا نام جاننا چاہا۔ موبائل کی اسکرین پر عنایہ کا نمبر دیکھ کر وہ جی بھر کر بدمزا ہوا۔ کیونکہ اسے فلحال کسی سے بھی بات نہیں کرنی تھی اس وقت۔ پھر تھوڑا سا اٹھتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر وہ کال کے کٹ جانے کا انتظار کرنے لگا۔ چند ہی منٹ بعد کال کٹ چکی تھی۔

پھر گہری سانس بھرتا اس نے بیڈ کی سائیڈ سے نیچے لگے سوئچ بورڈ سے ہاتھ بڑھا کر سائڈ میں رکھا لیمپ جلایا۔ جس سے کمرا روشن ہو گیا تھا۔ اور اب کمرے کا منظر واضح ہونے لگا تھا۔ جو کچھ دیر قبل تاریکی کی وجہ سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ابھی وہ لیمپ جلا کر سیدھا ہی ہوا تھا کہ موبائل ایک بار پھر سے بجنے لگا۔ اپنے ماتھے کو

مسلتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹھایا پر بولا کچھ نہیں۔جب کہ اس کے بر عکس دوسری طرف موجود عنایہ اس کے کال اٹھانے پر ہی بولنا شروع ہو گئی۔

"کہاں تھے آریان میں کب سے تمھیں کالز کر رہی ہوں۔ تمھاری کمپنی میں کال کی تو پتا چلا کے تم تو آج آفس ہی نہیں گئے ہو۔کیا ہوا سب خیریت تو ہے تم اور آفس کی چھٹی۔یہ بات ایک ساتھ سوٹ نہیں کر رہی کچھ۔"اس کے ہاں بولنے سے پہلے ہی وہ شروع ہو گئی تھی۔اور ایک ساتھ کئی سارے سوال کر ڈالے تھے۔

www.novelsclubb.com

"عنایہ بندہ اگر کسی کو کال کرتا ہے تو سب سے پہلے سلام کرتا ہے۔اس کے بعد ہی کچھ پوچھتا ہے۔اس طرح شروع نہیں ہو جاتا جیسے تم ہو گئی ہو۔" وہ اس کی تمام باتوں کو نظر انداز کرتا۔ سختی سے بولا۔اس کی بات پر عنایہ کچھ کہہ ہی نہیں سکی۔ اس کو خاموش دیکھ آریان کو ہی بولنا پڑھا۔کیونکہ آخر جو بھی تھا تھی تو وہ اس کی بچپن کی دوست۔

"اگر برا لگا تو معذرت چاہتا ہوں۔اور ہاں میں سو رہا تھا رات ایک پارٹی میں گیا تھا تو کافی رات ہو گئی تھی۔اس لیے آج آفس بھی نہیں گیا۔کیونکہ زیادہ کام بھی نہیں تھا۔تو سوچا کیوں نا آج کا دن گھر پر گزاروں۔" معذرت کرتا وہ اس کے ہر سوال کا جواب دے چکا تھا۔ پھر بات جاری رکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ویسے خیریت اس وقت فون کیا تم نے۔"

"اوا چھا۔میں بھی سوچوں کے تم تو کبھی آفس جانا بھول ہی نہیں سکتے پھر کیسے۔۔۔ تو یہ بات تھی۔اچھا میں نے کال اس لیے کی تھی کے تم آج گھر پر ہی ہو تو کیا میرے ساتھ ایک ایونٹ میں چلو گے؟"وہ بالآخر وہ سوال کر چکی تھی جس کے لیے اس نے اسے کال کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔ کب چلنا ہے؟" وہ اسے منع کر دینا چاہتا تھا پر وہ اس کی دوست تھی۔ اور کل بھی وہ اسے ٹائم نہیں دے پایا تھا جب وہ اس سے ملنے آئی تھی۔ اسی لیے ہامی بھرتے ہوئے وقت پوچھنے لگا۔ کیونکہ ویسے بھی آج وہ فری تھا۔ "شام میں۔" اسے وقت بتاتی وہ کال کاٹ چکی تھی۔ جب کے دوسری طرف وہ فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

اپنے کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹی وہ سو ہرگز نہیں رہی تھی۔ ہاں البتہ کافی دیر سونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں ضرور سوئی سوئی سی معلوم ہو رہی تھی۔ کروٹ کے بل لیٹی وہ اپنا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ سیاہ آنکھیں کھڑکی کے اس پار موجود سورج کی روشنی پر تھی۔ اسے اپنا آپ بہت بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی بوجھ اس کے دل پر آ گرا ہو۔ نجانے کیسا بوجھ جو صرف اسے اپنے دل پر ہی محسوس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے اپنا خواب ابھی بھی یاد تھا وہ خواب جو دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ جس کو کبھی نا کبھی اس دھند سے باہر آنا ہی تھا۔ اور عنقریب وہ اس دھند سے باہر آ کر اس کی آنکھوں میں سایہ بن کر رہنے والا تھا۔ وہ اس خواب کو ہمیشہ مکمل دھندلا سا دیکھتی آ رہی

تھی۔اور اب تک وہ اسی بات سے پریشان رہتی تھی کہ اسے یہ خواب کیوں آتا ہے۔اس نے کئی دفعہ اپنے بابا سے بھی پوچھا تھا۔جس کو وہ اس کے برے خواب کہہ کر ٹال دیتے تھے۔اور وہ ہمیشہ بس یہی سوچتی تھی کے برا خواب ایک دن آتا ہے دو دن آجاتا ہے پر ہمیشہ بس ایک ہی جیسا خواب تو کسی کو نہیں آتا جو اسے آتا تھا۔ پر بابا کے بار بار ٹالنے پر اب وہ ان سے یہ سوال کرنا بھی ترک کر چکی تھی۔پر پچھلی کئی راتوں سے وہ خواب جس میں اسے کبھی کچھ نظر نہیں آتا تھا بس آوازیں اور اندھیرا سا ہی دکھائی دیتا تھا۔وہ ہلکا ہلکا اپنا اصل عکس دکھانا شروع ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور ایسا کیوں ہو رہا تھا اس بات سے وہ اب تک بے خبر تھی۔ ابھی وہ ایسے ہی لیٹی ہوئی تھی کے دروازے پر دستک دے کر راضیہ ہاتھ میں جوس کی ٹرے پکڑ کر اندر آئی۔ اور اس کے سامنے کھڑی ہو کر بولی۔

"میرال بی بی آپ اٹھ گئیں! میں آپ کے لیے جوس لائی ہوں" راضیہ آگے بڑھتے ہوئے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ اس کی بات پر میرال اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ اور ہاں میں گردن ہلاتی ہوئی اپنے سیاہ بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھنے لگی تھی۔ اس کے اٹھ کر بیٹھتے ہی نوکرانی راضیہ سائڈ ٹیبل پر جوس کی ٹرے رکھ چکی تھی۔ اور اسے ایک نظر دیکھتی ہوئی وہاں سے واپس چلی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے جاتے ہی تھوڑی دیر ایسے ہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنا موبائل فون اٹھا چکی تھی۔اور ایک نمبر ڈائل کرنے چکی تھی۔پھر دوسری طرف سے کال اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگی۔چند ہی سیکنڈ کے اندر فون اٹھالیا گیا تھا۔

"مجھے کل کا نمبر چاہیے۔ہر حال میں"۔اپنی بات کہتی وہ دوسری طرف والے کو پریشان کر چکی تھی۔پھر چند قدم چلتی ہوئی بیڈ کے سائیڈ پر رکھے اپنے کنو ینس کی جانب بڑھ گئی۔اور وہاں لگی ایک پینٹنگ پر دھیرے دھیرے ہاتھ پھیرنے لگی۔ پینٹنگ کرنا واقعی اسکا جنون تھا۔اور اس کے اسی جنون سے ایک بہت بڑا راز کھلنے والا تھا عنقریب۔

****

پورے آسمان پر اس وقت چاند کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔دیکھنے سے چاند مکمل نظر آرہا تھا۔چاند سے آتی چمکتی ہوئی روشنی زمین پر پڑھ رہی تھی۔اور زمین کو اجاگر کر رہی تھی۔یہ منظر ایک سنسان سڑک کا تھا۔جہاں پر اس وقت کسی بھی انسان کا نام ونشان تک موجود نہیں تھا۔ہاں پر وہاں گہری خاموشی ہونے کے باوجود بھی

پرندوں کی عجیب وغریب سی آوازیں ہوا میں گھل کر شور پیدا کر رہی تھی۔ تبھی سنسان سڑک پر تیزی سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔اور وہاں موجود درختوں پر بیٹھے پرندوں نے دیکھا کے ایک انسان دور سے اسی سڑک پر چلتا ہوا آرہا ہے۔آتے ساتھ ہی وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا۔

ٹھیک اس سڑک پر بنے قبرستان کی جناب بڑھ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دروازہ دھکیلتا ہوا اس قبرستان کے اندر داخل ہو گیا۔اور قبرستان کی سیدھ میں چلتے ہوئے ایک قبر پر جا کر بیٹھا گیا۔اور اپنے ہاتھوں کو قبر پر پھیرنے لگا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ زارو قطار رونے لگا۔ایسے جیسے کب کا رکا ہوا بند ٹوٹا تھا۔اس کے رونے کی آواز اس قبرستان کے ویرانے میں گونج رہی تھی۔فضاؤں میں چھائی خاموشی بھی اب اس

آواز کے وجہ سے دم توڑ چکی تھی۔وہ شخص قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کرب سے چلایا تھا۔

اتنا کے اس کی آواز اس قبرستان کی درو دیوار سے ٹکراتی ہوئی واپس آگئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آگیا ہوں بیٹا میں۔ تمھارا بابا آگیا ہے۔اپنی گڑیا سے ملنے" وہ یہ کہتے ہوئے چلایا۔ آنسوں کی وجہ سے آنکھیں بھوجل ہونے لگی تھیں۔وہ واقعی ایک بے بس باپ تھا

اتنا بے بس کے اپنی بیٹی کے لیے انصاف بھی نہیں دلوا پایا تھا۔اس کے قاتلوں کو سزا بھی نہیں دلوا سکتا تھا۔

"میری بیٹی مجھ سے ناراض ہے نا جانتا ہوں میں۔ جانتا ہوں کے تم ناراض ہو مجھ سے۔ تمھارا باپ اسی قابل ہے کہ اس سے ناراض ہوا جائے۔ تبھی تو میرے یہاں آنے پر بھی تمھیں مجھ پر ترس نہیں آرہا"۔اپنے بابا پر ترس نہیں آرہا۔وہ روتے روتے کسی چھوٹے بچے کی طرح بلکتے ہوئے کہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

اس کی حالت دیکھ کر تو آسمان پر موجود چاند ستاروں کو بھی رونا آگیا تھا۔ "ٹھیک ہے تمھیں جواب نہیں دینا مت دو۔ پر تمھارا باپ تو تمھیں منا کر ہی جائے گا۔ تم سے معافی مانگ کر ہی جائے گا"۔

بھلا مر دے بھی کسی کو جواب دیتے ہیں۔ یہ تو وہ جگہ ہوتی ہے جہاں انسان سکون سے سو جاتا ہے کبھی نا جاگنے کے لیے۔ اب اس درد میں ڈوبے باپ کو یہ بات کون بتاتا کے اس کی بیٹی اگر جواب دینا بھی چاہے تو جواب دے نہیں سکتی۔ ابھی وہ ایسی ہی دل گرفتگی سے بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ کے اسے پھر سے وہی فون کال موصول ہوئی۔ جس کی وجہ سے اس نے اتنا بڑا فیصلہ کیا تھا۔ اور وہ اب اپنی بیٹی کو انصاف دلانے کے لیے پولیس والوں کو منا بھی کر چکا تھا۔

اپنے آنسوں کو پونچھ کر اس نے ابھی اس فون کال کو پک کر کے ابھی اپنے کان سے لگایا ہی تھا کہ دوسری طرف کی بات سن کر وہ چند ہی پل بعد کال کاٹ چکا تھا۔ فون کو دوبارہ سے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور چند ہی لمحوں بعد آنکھیں کھولتا ہوا بے چین نظروں سے اس قبر کو دیکھنے لگا۔ جس میں اس کی پھول جیسی بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسسبدی نیند سو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

(جاری ہے)